امام احمد رضا خاں محدث بریلوی
کے بارے میں پھیلائے جانے والے مغالطوں کا رد بلیغ

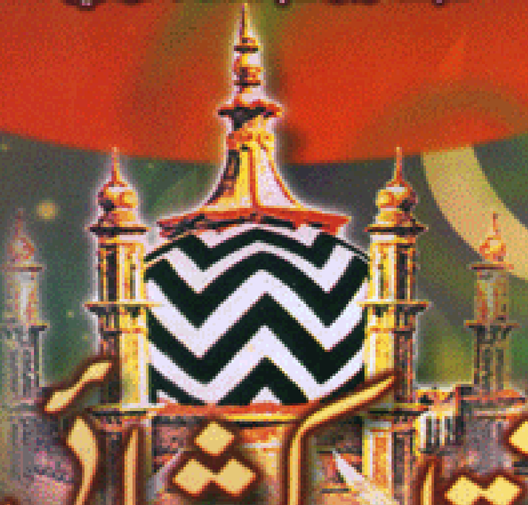

نقاب کشائی

مولانا شہزاد احمد نقشبندی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

الحمد لولیہٖ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد القاھرین علیٰ عدوّہٖ
وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الذین یعارضون معاندیہ ۔ اما بعد

کیا امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اور اشرف علی تھانوی ہم سبق تھے

آجکل دیوبندی حضرات سیدھے سادے لوگوں میں بڑے زور و شور سے یہ پروپیگنڈہ پھیلانے میں مصروف ہیں کہ دیوبندیوں اور بریلویوں (یعنی اہل سنت وجماعت) کے درمیان بنیادی طور پر تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے بلکہ بریلویوں کے امام احمد رضا اور ہمارے حکیم الامت اشرف علی تھانوی، بچپن میں ایک ساتھ مدرسہ دیوبند میں پڑھتے تھے، دونوں کے استاد ایک ہی تھے اور دونوں ہم سبق بھی تھے۔ ہوا یوں کہ دونوں کا کسی بات پر آپس میں جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجے میں بریلویوں کے امام احمد رضا مدرسہ دیوبند چھوڑ کر بریلی چلے آئے اور وہاں اپنا مدرسہ کھول لیا اور علمائے دیوبند کی تکفیر شروع کر دی۔ دیوبندی کے اس پروپیگنڈے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ اُن کفریہ عبارات سے ہٹائی جائے جو اُن کے اکابرین نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں اوران کو یہ بات باور کرائی جائے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کے اکابرین کی جو تکفیر کی ہے وہ ذاتی دشمنی کی بنا پر ہے۔ لیکن دیوبندی حضرات شاید یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ درج ذیل سطور میں اُن کے اسی پروپیگنڈے کا پول کھولا گیا ہے تاکہ آئندہ اُن لوگوں کو اِس طرح کا جھوٹ بولنے کی جرأت نہ ہو۔

امام احمد رضا کا یومِ ولادت

اعلیٰ حضرت کی ولادت ۱۰/شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقتِ ظہر مطابق ۱۴/جون ۱۸۵۶ء، ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی۔ (مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان بریلوی، ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل، صفحہ نمبر ۱۴، حامد اینڈ کمپنی لاہور)

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ولادتِ باسعادت اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت، مجدد مائۃ حاضرہ، مؤیّد ملّتِ طاہرہ مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب کی آپ کے شہر بریلی شریف محلّہ جسولی میں، کہ پہلے وہی آپ کا آبائی مکان اور حضرت جدِّ امجد مولانا شاہ رضا علی خان صاحب قدس سرہ کا قیام تھا، ۱۰/شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ وقتِ ظہر مطابق ۱۴/جون ۱۸۵۶ء موافق ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی۔ (مولانا ظفر الدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، صفحہ ۱۰۲، کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز لاہور)

اشرف علی تھانوی کا یومِ پیدائش

اشرف علی تھانوی کی پیدائش ۵/ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو چہارشنبہ کے دن بوقتِ صبح صادق ہوئی۔ (مولوی عزیز الحسن مجذوب، اشرف السوانح، جلد اوّل، صفحہ ۴۵۔ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

امام احمد رضا کا حصولِ علم

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے حضور فارغ ہوئے، تو تمام درسیات کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا مولوی نقی علی خان صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۶ھ متوفّٰی ۱۲۹۷ھ سے تمام فرمائی اور تیرہ سال دس مہینہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغ پایا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، صفحہ ۱۱۴)

اشرف علی تھانوی کا حصولِ علم

حضرت والا نے قرآن شریف زیادہ تر حافظ حسین علی صاحب مرحوم سے حفظ کیا جو دہلی کے باشندہ تھے۔ بالکل ابتدائی فارسی میرٹھ میں مختلف استادوں سے پڑھی تھی لیکن وہاں کے استادوں کے اب نام بھی یاد نہیں رہے۔ پھر تھانہ بھون میں فارسی کی متوسّطات حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے پڑھیں اور انتہائی کتب ابو الفضل تک اپنے ماموں واجد علی صاحب سے پڑھیں جو ادب فارسی کے استاد کامل تھے پھر تحصیل عربی کیلئے دیوبند تشریف لے گئے وہاں بقیہ کتب فارسی مولانا منفعت علی صاحب دیوبندی سے پڑھیں۔ یعنی پنج رقعہ، قصائد عرفی اور سکندر نامہ۔ (اشرف السوانح، جلد اوّل، صفحہ ۵۶)

عربی کی پوری تکمیل دیوبند ہی میں فرمائی اور صرف ۱۹ یا ۲۰ سال ہی کی عمر میں بفضلہٖ تعالیٰ فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔ مدرسہ دیوبند میں قریباً پانچ سال بسلسلہ طالب علمی رہنا ہوا۔ آخر ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ میں وہاں داخل ہوئے اور شروع ۱۳۰۱ء میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ عربی کی ابتدائی کتابیں اپنے وطن تھانہ بھون میں حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے پڑھیں اور دیوبند پہنچ کر مشکوٰۃ شریف، مختصر المعانی، نور الانوار اور ملا حسن، شروع کی تھیں۔ (اشرف السوانح، جلد اوّل، صفحہ ۵۷)

امام احمد رضا کے اساتذہ

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، اعلیٰ حضرت کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے۔ حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے علاوہ پنجتن پاک کے عشاق صرف یہ پنج نفوسِ قدسیہ ہیں: (۱) اعلیٰ حضرت کے وہ استاد جنہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھائیں (۲) جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۳) جناب مولانا عبد العلی صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۴) حضرت سلالۂ خاندان برکاتیہ سیّد شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس اللہ سرہ العزیز (۵) اور والد ماجد۔ پیرو مرشد قدست اسرارہم کو شامل کرکے چھ نفوسِ قدسیہ ہوتے ہیں۔ اِن چھ حضرات کے علاوہ حضور نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا۔ مگر خداوندِ عالم نے محض اپنے فضل و کرم اور آپ کی محنت و خداداد ذہانت کی وجہ سے اتنے علوم و فنون کا جامع بنایا کہ پچاس فنون میں حضور نے تصنیفات فرمائیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، صفحہ ۱۱۵)

اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل ۲۲ علوم و فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ سے حاصل کئے: "علم قرآن، علم حدیث، اُصول حدیث، فقہ، جملہ مذاہب، اُصول فقہ، جَدَل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صَرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیئت، حساب، ہندسہ"۔ حضرت شاہ آلِ رسول (۱۲۹۷ھ۔۱۸۷۹ء) شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (۱۲۹۹ھ۔۱۸۸۱ء) شیخ عبد الرحمٰن مکی (۱۳۰۱ھ۔۱۸۸۳ء) شیخ حسین بن صالح مکی (۱۳۰۲ھ۔۱۸۸۴ء) شیخ ابو الحسین احمد النوری (۱۳۲۴ھ۔۱۹۰۶ء) علیہم الرحمۃ سے بھی استفادہ کیا اور مندرجہ ذیل دس علوم و فنون حاصل کئے: "قرأت، تجوید، تصوّف، سُلوک، اَخلاق، اَسماء الرجال، سیر، تاریخ، لُغت، ادب"۔ مندرجہ ذیل چودہ علوم و فنون ذاتی مطالعے اور بصیرت سے حاصل کئے: "ارثماطیقی، جبر و مقابلہ، حساب سینی، لوگارثمات، توقیت، مناظر و مرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیئت جدیدہ، مربعات، جفر، زائرچہ"۔ اسکے علاوہ نظم و نثر فارسی، نظم و نثر ہندی، خط نسخ، خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل، صفحہ ۱)

اشرف علی تھانوی کے اساتذہ

(۱) حافظ حسین علی صاحب دہلوی (۲) مولانا فتح محمد صاحب (۳) اشرف علی تھانوی کے ماموں واجد علی (۴) مولانا منفعت علی دیوبندی۔ (اشرف السوانح، جلد اوّل، صفحہ ۵۶، ۵۷)

جس وقت امام احمد رضا مفتی بن چکے تھے
اس وقت اشرف علی تھانوی کی عمر

اعلیٰ حضرت ۱۲۸۶ھ کو مسندِ افتاء پر فائز ہوئے اُس وقت آپ کی عمر چودہ (۱۴) سال تھی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے پہلا فتویٰ جو دیا تھا، ملاحظہ فرمایئے:۔

"منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا، حُرمتِ رضاعت لائے گا۔ یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اِس فقیر نے لکھا اور اِسی چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصبِ افتاء عطا ہوا۔ اور اِسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت ۱۰/ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقتِ ظہر مطابق ۱۴/ جون ۱۸۵۶ء، ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی تو منصبِ اِفتاء ملنے کے وقت فقیر کی عمر تیرہ برس دس مہینہ چار دِن کی تھی جب سے اب تک برابر یہی خدمتِ دین لی جارہی ہے والحمدللہ۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل، صفحہ ۱۴)

اشرفعلی تھانوی کی پیدائش ۵/ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو ہوئی اور اعلیٰ حضرت ۱۴/ شعبان ۱۲۸۶ھ کو مسندِ افتاء پر فائز ہوچکے تھے اُس وقت اشرف علی تھانوی کی عمر چھ سال تھی۔ کیا یہ چھ سال کا اشرف علی تھانوی اعلیٰ حضرت کا ہم عمر اور ہم سبق ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اِس عمر کا بچہ ایک مفتی سے لڑسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر لڑے گا تو پھر جو انجام ہوگا اُس کا بھی اندازہ کرلیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت صرف مفتی ہی نہیں تھے، پٹھانوں کے قبیلہ بڑہیچ سے آپ کا تعلق بھی تھا۔

جس وقت اشرف علی تھانوی ایک عام مولوی بن چکا تھا اُس وقت امام احمد رضا کا علمی مقام

جس وقت اشرف علی تھانوی ۱۳۰۱ھ کو ایک عام مولوی بن کر مدرسہ سے فارغ ہوا تھا اس وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسندِ افتاء پر فائز ہوئے پندرہ سال ہو چکے تھے اور آپ تقریباً سو کتابوں کے مصنف بن چکے تھے اور اِس کے علاوہ ہندوستان کے طول و عرض میں آپ کے فتاویٰ اور جلالتِ علمی کے ڈنکے بجتے تھے۔ ۱۳۰۱ھ تک آپ کی تصانیف کی ایک مختصر سی فہرست اور سن تالیف درج کئے جاتے ہیں:۔

1 ضوء النهايه فى اعلام الحمد والهداية ۱۲۸۵ھ

2 حل خطا الخط ۱۲۸۸ھ

3 السعى المشكور فى ابداء الحق المهجور ۱۲۹۰ھ

4 معتبر الطالب فى شيون ابى طالب ۱۲۹۴ھ

5 النيرة الوضية شرح الجوهرة المضية ۱۲۹۵ھ

6 اطائب الاكسير فى علم التكسير ۱۲۹۶ھ

7 نفى الفى عمن استنار بنوره كل شىء ۱۲۹۶ھ

8 قمر التمام فى نفى الظل عن سيّد الانام ۱۲۹۶ھ

9 اعلام الاعلام بان هندوستان دارالاسلام ۱۲۹۸ھ

10 اعتقاد الاحباب فى الجميل والمصطفىٰ والاٰل والاصحاب ۱۲۹۸ھ

11 انفس الفكر فى قربان البقر ۱۲۹۸ھ

12 اقامة القيامة علىٰ طاعن القيام النبى تهامة ۱۲۹۹ھ

13 هدى الحيران فى نفى الفىء عن سيّد الاكوان ۱۲۹۹ھ

14 منير العين فى حكم تقبيل الابهامين ۱۳۰۱ھ۔

جس وقت امام احمد رضا مسندِ افتاء پر فائز ہوچکے تھے
اُس وقت اشرف علی تھانوی کی حرکتیں

جس وقت اعلیٰ حضرت مسندِ افتاء پر فائز ہو چکے تھے اُس وقت اشرفعلی تھانوی کی کیسی کیسی حرکتیں تھیں، ملاحظہ فرمایئے:۔

❖ ایک دفعہ مجھے کیا شرارت سوجھی کہ برسات کا زمانہ تھا مگر ایسا کہ کبھی برس گیا کبھی کھل گیا مگر چارپائیاں باہر ہی بچھی تھیں جب برسنے لگا چارپائیاں اندر کرلیں جب کھل گیا باہر بچھالیں۔ والدہ صاحبہ کا تو انتقال ہوچکا تھا بس والد صاحب اور ہم دونوں بھائی ہی مکان میں رہتے تھے تینوں کی چارپائیاں ملی ہوئی بچھتی تھیں۔ ایک دن میں نے چپکے سے تینوں چارپائیوں کے پائے آپس میں خوب کس کے باندھ دیئے اب رات کو جو مینہ برسنا شروع ہوا تو والد صاحب جدھر سے بھی گھسیٹتے ہیں تینوں کی تینوں چارپائیاں ایک ساتھ گھسٹتی چلی آتی ہیں۔ بڑی پریشانی ہوئی اور بڑی مشکل سے پائے کھل سکے اور چارپائیاں اندر لے جائی جاسکیں۔ اس میں اتنی دیر لگی کہ خوب بھیگ گئے۔ والد صاحب بڑے خفا ہوئے کہ یہ کیا نا معقول حرکت تھی۔ (اشرف السوانح، جلد اوّل، صفحہ ۵۰۔ مولوی اشرفعلی تھانوی، الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ۴، صفحہ ۲۶۰۔ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

❖ حضرت والا کو نماز کا بچپن ہی سے اِس قدر شوق تھا کہ بعض کھیلوں میں بھی نماز ہی کی نقل اُتارتے مثلاً سب ساتھیوں کے جوتے جمع کئے اور اُن کی صفیں بنائیں اور ایک جوتا صفوں کے آگے رکھ دیا اور خوش ہوئے کہ جوتے بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔
(اشرف السوانح، جلد اوّل، صفحہ ۵۱)

❖ ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد تھی سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اُس کے شامیانہ پر پھینک دیئے۔

❖ ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے والد صاحب نے اُن کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا ایک مرتبہ کمریٹ سے بھوکے پیاسے پریشان گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہوئے گھر کے سامنے بازار ہے میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر آکر اُن کی دال کی رکابی میں رکھ دیا بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہوگئے اور کچھ نہیں کہا۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ۴، صفحہ ۲۶۱)

❖ میں ایک روز پیشاب کر رہا تھا بھائی صاحب نے آکر میرے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا ایک روز ایسا کہ بھائی پیشاب کر رہے ہیں میں نے اُن کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ۴، صفحہ ۲۶۲)

دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے کا کتنا خیال ہے کہ ایک دوسرے کو غسل کرا رہے ہیں۔ گرمی کا موسم ہے۔

❖ ایک واقعہ حفظِ کلام مجید کے بعد کا یاد آیا۔ ایک نابینا حافظ تھے جن کو کلام مجید بہت پختہ یاد تھا اور اس کا اُن کو ناز بھی تھا۔ اُن کو حضرت والا قبل بلوغ نوافل میں کلام مجید سنایا کرتے تھے۔ ایک بار رمضان شریف میں دن کو اُن سے قرآن مجید کا دَور کر رہے تھے۔ حضرت والا نے دور کے وقت اُن کو متنبہ کر دیا کہ حافظ جی میں آج تم کو دھوکا دوں گا اور یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ فلاں آیت میں دھوکا دوں گا۔ حافظ جی نے کہا میاں جاؤ بھی تم مجھے کیا دھوکہ دے سکتے ہو بڑے بڑے حافظ تو مجھے دھوکا دے ہی نہ سکے۔ حضرت والا جب سنانے کھڑے ہوئے اور اِس آیت پر پہنچے "اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ" تو بہت ترتیل کیساتھ پڑھا جیسا کہ رکوع کرنے کے قریب حضرت والا کا معمول ہے اس کے بعد اِس سے آگے جب "اَللّٰہُ یَعۡلَمُ الخ" پڑھنے لگے تو لفظ اللہ کو اِس طرح بڑھا کر پڑھا کہ جیسے رکوع میں جارہے ہیں اور تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے والے ہوں بس حافظ جی یہ سمجھ کر رکوع میں جارہے ہیں فوراً رکوع میں چلے گئے ادھر حضرت والا نے آگے قرأت شروع کر دی "اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ الخ" اب اِدھر حافظ جی تو رکوع میں پہنچے اور اُدھر قرأت شروع ہو گئی فوراً حافظ جی سیدھے ہو کر کھڑے ہوئے، اِس پر حضرت والا کو بے اختیار ہنسی آگئی اور قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور ہنسی سے اِس قدر مغلوب ہوئے کہ نماز توڑ کر الگ ہو گئے۔ (اشرف السوانح، جلد اوّل، صفحہ ۵۰)

(یاد رہے کہ قہقہہ مار کر ہنسنے سے نماز خود بخود فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی دوبارہ کرنا پڑتا ہے۔ شہزاد)

یہ ہیں دیوبندیوں کے حکیم الامت، جامع المجددین کے تجدیدی کارنامے جن پر اِن لوگوں کو ناز ہے۔

یہ مُجدّدِ دین ہے یا مجدّدِ شرارت؟

کیا ایسا شخص امام احمد رضا کا ہم عصر ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرین دیوبند کی تکفیر اُن کی اُن کفریہ عبارات کی وجہ سے کی ہے جو انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں، اور نہ ہی علماءِ دیوبند نے اپنی اُن کفریہ عبارات سے توبہ کی ہے۔ اُن کفریہ عبارات میں سے چند عبارات ملاحظہ فرمائیے۔

➢ پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ (مولوی اشرف علی تھانوی، حفظ الایمان، صفحہ ۱۳۔ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

➢ دلیل اِس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو اُس میں بسا اوقات اُمتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (مولوی قاسم نانوتوی، تحذیر الناس۔ دارالاشاعت کراچی)

➢ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (ایضاً)

➢ بلکہ اگر بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اِسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (مولوی قاسم نانوتوی، تحذیر الناس، صفحہ ۳۴)

➢ الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نُصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، براہین قاطعہ، صفحہ ۵۵۔ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

یہ ہیں علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات جن سے آج تک اُن کو رجوع کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مِصداق امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے اکابرین کی تکفیر کی اَب اگر کسی کا دل خود ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے اور وہ خود ہی انگریزوں سے وظیفہ کھائے بیٹھا ہو تو اُس میں امام احمد رضا کا کیا قصور؟ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے اِس بات کا اقرار خود دیوبندیوں کو بھی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

▪ اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر اُن علماءِ دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ (مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی، اشد العذاب علی مسلیمۃ البنجاب، صفحہ ۱۳۔ مطبع مجتبائی جدید دہلی)

▪ ایک اور جگہ لکھا ہے، جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کافر ہے۔ اِسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ (ایضاً، صفحہ ۲)

▪ ایک اور جگہ لکھا ہے، ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اُس کا وبال کس پر ہو گا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے۔ (ایضاً، صفحہ ۲)

دیوبندیوں کے امام العصر انور شاہ کشمیری (دیابنہ کے اِس امام العصر نے خود اپنی کتاب "فیض الباری شرح بخاری" میں شانِ اُلوہیت میں ایسے کلمات لکھے ہیں جو کہ صریح کفر ہیں) لکھتا ہے:۔

○ یہ دین نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہا جائے اور نہ ہی یہ دین ہے کہ کسی کافر کو کافر نہ کہا جائے، اور اُس کے کفر سے چشم پوشی کی جائے۔ (مولوی انور شاہ کشمیری، اکفار الملحدین، صفحہ ۳۶۔ مکتبہ لدھیانوی کراچی)

○ جو مسلمان شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (العیاذ باللہ) سبّ وشتم کرے، یا آپ کو جھوٹا کہے، یا آپ میں عیب لگالے، یا کسی طرح بھی آپ کی توہین وتنقیص کرے وہ کافر ہے اور اُس کی بیوی اُس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی۔ (ایضاً، صفحہ ۲۱۰)

○ یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے، یا کسی بھی طرح اُن کی تحقیر وتوہین کرے، مثلاً تحقیر کی نیت سے بصورت تصغیر اُن کا نام لے، یا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کی نبوت کو جائز کہے، ایسا شخص کافر ہے۔ (ایضاً، صفحہ ۲۱۳)

محمد یوسف بنوری نے کتاب "اکفار الملحدین" کا تعارف اِن الفاظ میں لکھا:۔

○ اسی لئے علمائے اُمت پر کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعنے کیوں نہ دیئے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف وخطر اور "لومۃ لائم" (ملامت کرنے ولوں کی ملامت) کی پرواہ کئے بغیر جو شرعاً "کافر" ہے اُس پر "کفر" کا حکم اور فتویٰ لگائیں۔۔۔۔۔ اور جو بھی فرد یا فرقہ قرآن وحدیث کی نصوص کی رُو سے "اسلام" سے خارج ہو اُس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتویٰ لگائیں، اور کسی بھی قیمت پر اُس کو مسلمان تسلیم نہ کریں، جب تک سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک۔۔۔۔۔ نیز علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اُس کو "کافر" نہیں بناتے، "کافر" تو وہ خود اپنے اختیار سے کفریہ عقائد یا اقوال وافعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، وہ تو صرف اُس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔
(ایضاً، صفحہ ۳۹)

علمائے دیوبند کی اِن عبارات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ دیوبندیوں کی طرف سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر یہ الزام کہ انہوں نے دیوبندی اکابرین کی بلاوجہ تکفیر کی ہے، بے جا اور تعصب پر مبنی ہے۔

یہ عبارات کسی تبصرے کی محتاج نہیں کیونکہ تمام عبارات اُردو میں اور اُن کا مفہوم بالکل واضح ہے جس کو ہر اُردو سمجھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور تمام اہلِ سنت کو صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اِسی میں ہم سب کی نجات ہے۔ آمین

کیا امام احمد رضا نے بریلی میں تکفیر کی مشین لگا رکھی تھی

یہ الزام عرصہ دراز سے امامِ اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر لگایا جارہا ہے کہ وہ "مکفر المسلمین" تھے، انہوں نے بریلی میں "کفر ساز" مشین لگا رکھی تھی جہاں سے وہ مسلمانوں کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ گویا اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگایا جارہا ہے کہ انہوں نے اکابرینِ دیوبند کی جو تکفیر کی ہے وہ بلا وجہ کی ہے۔ علمائے اہلسنّت کی طرف سے اس الزام کے متعدد بار جوابات دیئے جاچکے ہیں لیکن الزام لگانے والے بھی بڑے ڈھیٹ اور بے شرم ہیں کہ بار بار جوتے کھانے کے باوجود بھی اُن کی تسلّی نہیں ہوتی۔

ملا آں باشد کہ چپ نہ شود

شاید اِن حضرات کو بار بار جوتے کھانے میں مزا آتا ہے۔ لیکن کوئی بات نہیں اگر انہیں جوتے کھانے میں مزا آتا ہے تو ہمیں جوتے مارنے میں مزا آتا ہے۔ چنانچہ

عبد الرزاق ملیح آبادی کی ہر زہ سرائی

عبد الرزاق ملیح آبادی نے اعلیٰ حضرت کے متعلق 'ذکرِ آزاد" میں یوں ہر زہ سرائی کی ہے، یاد رہے مولانا احمد رضا خان صاحب اپنے معتقدوں کے سوا دُنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابو جہل وابو لہب سے بھی بڑھ کر ا کفر سمجھتے تھے۔

(مولوی عبد الرزاق ملیح آبادی، ذکرِ آزاد، صفحہ ۱۲۱)

شاید عبد الرزاق ملیح آبادی یہ بات لکھتے وقت "تقویۃ الایمان" کو بھول گئے تھے۔ ورنہ "ذکرِ آزاد" کے کسی صفحے پر اس کا بھی تذکرہ کر دیتے کہ کس طرح اُن کے ممدوح اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عالمِ اسلام کو ابو جہل کی طرح مشرک لکھا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے قلم تکفیر ساز کی زد سے اُن کے دادا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور اُن کے چچا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی محفوظ نہیں رہے۔

اسماعیل دہلوی مسلمانوں کی تکفیر کے شوق میں اِس قدر اندھا ہو گیا تھا کہ خود بھی "تقویۃ الایمان" کی زد میں آگیا، ملاحظہ کیجئے:۔

اسماعیل دہلوی "تقویۃ الایمان" کی زد میں

فرمایا کہ بیشک ہو گا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ، پھر بھیجے گا ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں رائی کے دانہ بھر ایمان ہو گا سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں، سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔

(مولوی اسماعیل دہلوی، تقویۃ الایمان، صفحہ ۹۵۔ مکتبہ خلیل لاہور)

آگے لکھا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہو گا، سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۹۶)

اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ بقول اسماعیل دہلوی کے پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق اللہ تعالیٰ نے وہ باؤ بھیج دی جو جان نکال لے گی اُن لوگوں کی جن کے دل میں رائی کے دانہ بھر ایمان ہو گا۔ اسطرح ایمان دار لوگ تو مر گئے اور پیچھے رہ گئے اسماعیل دہلوی۔

"سچ ہے جو کسی کیلئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے"

خاندانِ ولی اللٰھی کا فرد ھونا اسماعیل دھلوی کیلئے نافع نھیں

یاد رہے کہ آج کل کچھ دیوبندی حضرات یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ

"دیکھو جی شاہ اسماعیل شہید تو خاندانِ ولی اللٰہی کے ایک فرد تھے اور یہ لوگ خاندانِ ولی اللٰہی کو کافر کہتے ہیں"۔

یاد رکھو دیوبندیو! کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا لیکن تھا نافرمان، جس کی وجہ سے طوفانِ نوح میں غرق ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا نہیں ہے۔ اِسی طرح لوط علیہ السلام کی بیوی ایک نبی کی بیوی ہونے کے باوجود کافروں کی ساتھی تھی اِسی لئے وہ بھی عذاب کا شکار ہو گئی۔ یزید بیٹا تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لیکن تھا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل۔ اگر نوح علیہ اسلام کا بیٹا، لوط علیہ السلام کی بیوی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا یزید گمراہ ہو سکتے ہیں تو کیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرتبہ اُن حضرات سے زیادہ تھا کہ اُن کا پوتا اسمٰعیل دہلوی اپنی حرکتوں کے باوجود بھی گمراہ نہیں ہے۔ ایں چہ بوالعجبی است

دوسری بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی ہے۔ اور اس کی توہین آمیز عبارات کو ضرور کفریہ بتایا ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہو چکی تھی۔ ہاں البتہ اعلیٰ حضرت کی ولادت سے کئی سال قبل امام فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کا الزام

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی نے اپنے گالی نامہ "الشہاب الثاقب" میں جگہ جگہ اعلیٰ حضرت کو "مجدّد التکفیر" لکھا ہے۔

ٹانڈوی صاحب اپنے قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی اور جامع المجدّدین کے تجدیدی کارنامے ملاحظہ فرماتے تو انہیں کبھی "شہاب ثاقب" نامی گالی نامہ لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

عبد الحی لکھنوی کا الزام

ابوالحسین عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:۔

مسارعا فی التکفیر قد حمل لواء التکفیر والتفریق فی الدیار الهندیة فی العصر الاخیر

" تکفیر میں بہت عجلت پسند ہے۔ زمانہ اخیر میں اسی نے دیارِ ہند میں تکفیر اور تفریق کا علم بلند کیا"۔

(مولوی عبدالحی لکھنوی، نزہۃ الخواطر، جلد ۸، صفحہ ۳۹۔ دائرہ معارف عثمانیہ حیدرآباد دکن)

"تقویۃ الایمان" مسلمانوں کو لڑانے کیلئے لکھی گئی

دیارِ ہند میں تکفیر اور تفریق کا علم اعلیٰ حضرت نے نہیں اسماعیل دہلوی نے بلند کیا تھا، جس نے کتاب "تقویۃ الایمان" مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کیلئے لکھی تھی۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی نے لکھا:۔

"میں (اسماعیل دہلوی) جانتا ہوں کہ اِس (تقویۃ الایمان) میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے مثلاً اُن اُمور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اِن وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اِس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔۔۔۔۔ اِس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اِس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہوجائیں گے"۔

(مولوی اشرف علی تھانوی، ارواحِ ثلاثہ، صفحہ ۶۷۔ مکتبۃ الحسن لاہور)

اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" کے ذریعے تفریق کا ایسا بیج بویا ہے کہ دو سو سال ہونے کو ہیں کہ مسلمانوں میں ہر طرف انتشار کا ایسا سلسلہ جاری ہے کہ رُکنے میں نہیں آتا۔

رئیس احمد جعفری کی علمی خیانت

رئیس احمد جعفری نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں یوں تمسخر کرتے ہوئے لکھا کہ "مولانا احمد رضا بریلوی نے مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے خلاف ۷۲ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ دیا۔ جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا نام عبد الباری تھا اور لوگ انہیں باری میاں کہتے ہیں اگر اُن کا نام عبد اللہ ہوتا تو لوگ انہیں اللہ میاں کہتے لہٰذا کافر۔ (رئیس احمد جعفری، آزادیٔ ہند، صفحہ ۱۸۹)

اس کے جواب میں ہم صرف یہی کہیں گے کہ اگر دیوبندیوں میں غیرت ہے تو اس بے بنیاد الزام کا ثبوت دو، ورنہ لَعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ کا طوق گلے میں ڈال لو۔ دراصل بندے سے شرم وحیاء رُخصت ہو جائے تو اُسے اِس بات کی رخصت ہے کہ وہ جو جی میں آئے کہے۔

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرینِ دیوبند کی تکفیر اُن کی اُن کفریہ عبارات کی وجہ سے کی ہے جو آج تک اُن کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر اکابرینِ دیوبند چند سو روپوں کے عوض کفریہ عبارات نہ لکھتے تو امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ خواہ مخواہ اکابرینِ دیوبند کی تکفیر کرتے۔ پھر بار بار اکابرینِ دیوبند کی توجہ اُن عبارات کی طرف دلائی گئی اور انہیں اُن عبارات سے رجوع کرنے کیلئے کہا گیا۔ آخر یہ عبارات آسمان سے تو اُتری ہوئی نہ تھیں کہ اُن سے رجوع نہ کیا جاسکے۔ لیکن اکابرینِ دیوبند نے اپنی عبارات سے رجوع تو نہ کیا اُلٹا علمائے حق کو الزام دینے شروع کر دیئے۔ آخر کار جب اکابرینِ دیوبند کے رجوع کی کوئی صورت نہ رہی تو امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرینِ دیوبند کی تکفیر کی اور اپنے فتاویٰ کو "حسام الحرمین" کے نام سے مرتّب کیا اور علمائے حرمین شریفین سے تصدیقات حاصل کیں۔

اب اکابرینِ دیوبند کی وہ عبارات پیش کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے امامِ اہلسنّت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کی تکفیر کی۔ یہ عبارات ہر اُردو خواں آسانی سے سمجھ سکتا ہے، کیونکہ تمام عبارات اُردو میں ہیں۔ مُنصِف مزاج آدمی کیلئے یہ عبارات پڑھنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا مشکل نہ ہو گا کہ علمائے دیوبند کا امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بلاوجہ تکفیر کا الزام لگانا محض ضد اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔ چنانچہ بانیٔ دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی نے اپنے ایک رشتہ دار احسن نانوتوی کے ایک سوال کے جواب میں ایک رسالہ "تحذیر الناس" لکھا جس سے پورے متحدہ ہندوستان میں ایک ہلچل مچ گئی اور کسی نے بھی قاسم نانوتوی کے اِس ذہنی افتراء کی تائید نہیں کی۔ ہوا یوں کہ قاسم نانوتوی کے رشتہ دار احسن نانوتوی نے "تفسیر دُرِّ منثور" میں مذکور اثرِ ابن عباس کے بارے میں دریافت کیا تو موصوف نے اثرِ ابن عباس کو دلیل بناتے ہوئے "خاتم النبیین" کا ایک نیا مفہوم اخذ کیا جو آج تک کسی نے نہ کیا تھا۔ حالانکہ اکابرینِ اُمت نے اِس اثر کو شاذ قرار دیا ہے اور اُسے عقیدۂ ختمِ نبوت کے منافی قرار دیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:۔

"تحذیر الناس" کی پہلی متنازعہ عبارت

بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اوّل معنےٰ "خاتم النبیین" معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دِقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تأخر زمانی میں بالذّات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" فرمانا اِس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ہاں اگر اِس کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۴)

اس عبارت میں موصوف کہنا یہ چاہتے ہیں کہ "خاتم النبیین" سے یہ مراد لینا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں یہ صرف عوام کا خیال ہے لیکن اہلِ علم حضرات کا یہ خیال نہیں ہے کیونکہ آیت "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح میں نازل ہوئی ہے اور زمانے کے اعتبار سے مقدم یا مؤخر ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں ہے اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتمیت باعتبار زمانی اس صورت میں صحیح نہیں ہو سکتی۔ البتہ اگر اس آیت کو مدح قرار نہ دیا جائے تو پھر آپ کو آخری نبی کہنا صحیح ہوسکتا ہے۔ موصوف کی یہ بات لغو ہے اسی لئے موصوف کو خود بھی اِس بات کا احساس ہے کہ کوئی بھی میری اس بات کی حمایت نہیں کرے گا۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں:۔

"مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی"۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۵)

"تحذیر الناس" کی موافقت سوائے عبدالحی کے کسی نے نہیں کی

اور ہوا بھی یوں پورے ہندوستان میں کسی نے بھی موصوف کے اِس قول کی موافقت نہیں کی ماسوائے عبدالحی کے۔

(یاد رہے کہ عبدالحیٔ لکھنوی نام کے دو اشخاص ہندوستان میں ہوئے ہیں اُن میں سے ایک کی کنیت ابوالحسنات تھی جو متعدد کتب و رسائل کے مصنف اور محشّی تھے برصغیر میں طبع ہونے والے ہدایہ اور شرح وقایہ پر اُن ہی کے حواشی ہیں، فقہاءِ احناف کے تراجم میں "الفوائد البہیہ" کے نام سے کتاب اُن ہی کی لکھی ہوئی ہے اور اِن کا امام اہلسنّت نے "فتاویٰ رضویہ" میں اپنے کلمات میں ذکر فرمایا ہے جبکہ دوسرے کی کنیت ابوالحسن تھی جس نے "نزہۃ الخواطر" نامی کتاب لکھی اور یہ شخص ایک متعصب وہابی تھا)۔

اشرف علی تھانوی کہتے ہیں، جس وقت مولانا نے "تحذیر الناس" لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا کو ہمارے بزرگوں کے ساتھ بے حد عقیدت اور محبت تھی۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ۵، صفحہ ۲۹۷)

موصوف نے جو عقیدہ گھڑا ہے یہی عقیدہ تو قادیانیوں کا بھی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

"تحذیر الناس" اور مرزائیوں کے عقائد میں موافقت

ایک بہت بڑی غلط فہمی "خاتم النبیین" کے معنی آخری نبی کرنے سے پیدا ہو گئی ہے۔ "خاتم النبیین" کا لفظ حضرت نبی کریم کیلئے مقامِ مدح میں ہے جس سے آپ کے مرتبہ کی بلندی مقصود ہے یعنی آپ کی شان سب سے اونچی ہے ورنہ سب سے آخر میں ہونا کوئی قابلِ تعریف بات نہیں۔ (پیغامِ حق، صفحہ ۱۱۔ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

عقیدۂ ختمِ نبوت ضروریاتِ دین میں سے ہے اور جو ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے یا اُس میں تاویل کرے تو یہ بھی کفر ہے۔ انور شاہ کشمیری نے "اکفار الملحدین" میں لکھا ہے کہ

ضروریاتِ دین میں تاویل کا حکم

اربابِ حلّ و عقد علماء کا اِس پر اِجماع ہے کہ "ضروریاتِ دین" میں کوئی ایسی تاویل کرنا بھی کفر ہے جس سے اُس کی وہ صورت باقی نہ رہے جو تواتر سے ثابت ہے، اور جو اب تک ہر زمانہ کے خاص و عام مسلمان سمجھتے سمجھاتے چلے آئے ہیں، اور جس پر اُمت کا تعامل رہا ہے۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۷۳)

ضروریاتِ دین میں ایسی تاویل کرنا جو نصّ قطعی اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہو اِلحاد و زَندِقہ ہے۔

تاویل کی قسمیں

یاد رکھئے! تاویلیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ تاویل جو قرآن و حدیث کی کسی قطعی نص اور اجماعِ اُمت کے مخالف نہ ہو، دوسری تاویل وہ ہے جو کسی نص قطعی یا اجماعِ امت کے منافی اور مخالف ہو۔ ایسی تاویل کرنا ہی الحاد و زندقہ ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۸۴)

ضروریاتِ دین کے منکر کا حکم

ضروریاتِ دین کا منکر چاہے اہلِ قبلہ میں سے ہی کیوں نہ ہو اُس کی تکفیر کی جائے گی۔ مولوی محمد ادریس میر ٹھی نے لکھا کہ اور دونوں بزرگوں (محقق ابن امیر الحاج اور شیخ سبکی) کے نزدیک ضروریاتِ دین کا انکار یا موجباتِ کُفر کا ارتکاب کرنے والا شخص قطعاً کافر ہے، اگرچہ وہ اہلِ قبلہ میں سے ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو احکامِ شرعیہ اور عبادات پر کاربند بھی ہو، نیز یہ ثابت ہوا کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار یا موجباتِ کفر کا ارتکاب اُس کو اہلِ قبلہ سے خارج کر دیتا ہے، (اس لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ اکابرینِ دیوبند بشمول انور شاہ کشمیری کے جنہوں نے شانِ اُلوہیت یا شانِ رسالت میں نازیبا کلمات لکھے یا کہے مُوجباتِ کفر کے ارتکاب نے انہیں اہلِ قبلہ ہونے سے خارج کر دیا) نیز یہ کہ اہلِ قبلہ ہونے کے معنی "قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے" سمجھنا ناواقفیت کی دلیل ہے۔ (مولوی محمد ادریس میر ٹھی، حاشیہ اکفار الملحدین، صفحہ ۱۰۷۔ مکتبہ لدھیانوی کراچی)

ضروریاتِ دین کے انکار میں کوئی تاویل مسموع نہیں۔ مولوی محمد ادریس میر ٹھی نے لکھا کہ ضروریاتِ دین کے انکار میں کوئی تاویل مسموع اور معتبر نہیں، اس لئے کہ جو تاویل قرآن، حدیث، اجماعِ اُمت، یا قیاسِ جلی کے خلاف ہو وہ قطعاً باطل ہے۔ (حاشیہ اکفار الملحدین، صفحہ ۱۲۱)

پس ثابت ہوا کہ ضروریاتِ دین میں تاویل کرنا کفر سے نہیں بچا سکتا۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۱۶۲، ۱۸۵)

"خاتم النبیین" کا معنی آخری نبی ہونے پر اُمت کا اجماع ہے

"خاتم النبیین" کا یہ معنیٰ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اِس پر اُمت کا اجماع ہے۔ انور شاہ کشمیری نے لکھا کہ عہدِ نبوت سے اب تک اُمتِ محمدیہ کا ہر حاضر و غائب فرد عہد بعہد اِس عقیدہ کو سنتا، سمجھتا اور مانتا چلا آتا ہے حتیٰ کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا اس پر ایمان رہا ہے کہ "خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہ ہو گا"۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۷۵)

اب اگر کوئی شخص یہ بات کہتا ہے کہ یہ صرف عوام کا خیال ہے اہلِ فہم کے نزدیک "خاتم النبیین" کے یہ معنی درست نہیں ہیں تو ایسا شخص انور شاہ کشمیری دیوبندی کے نزدیک بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ قاسم نانوتوی پر بھی تو یہی الزام ہے کہ اُس نے "خاتم النبیین" کا مفہوم متعین کرنے میں ایسی تاویل کی ہے کہ اُس کی وہ صورت باقی نہیں رہی جو کہ تواتر سے ثابت ہے۔

تو پھر امام اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کیوں بلاوجہ تکفیر کا الزام لگایا جاتا ہے؟

"تحذیر الناس" کی دوسری متنازعہ عبارت

قاسم نانوتوی نے ایک اور جگہ لکھا کہ "بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۱۸)

"تحذیر الناس" کی تیسری متنازعہ عبارت

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۳۴)

اب قادیانیوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے۔

مرزائیوں کا عقیدہ

"ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بطور ظل ہوں گے۔۔۔ اِس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں فرق نہیں آتا"۔ (مرزا بشیر الدین محمود، قایانی۔ دعوت الامیر، صفحہ ۲۵۔ مطبوعہ قادیان)

"تحذیر الناس" کی چوتھی متنازعہ عبارت

"دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات اُمتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں"۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۷)

دیوبندیوں کا ایک الزام اور اس کا جواب

دیوبندی حضرات کو اِس بات کا شکوہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے "تحذیر الناس" کی عبارات لکھتے وقت درمیان میں (۔) نہیں لکھا اور اعلیٰ حضرت نے ان عبارات کو خود ساختہ معنی پہنائے ہیں۔ چنانچہ "تحذیر الناس" مطبوعہ دارالاشاعت کراچی کے صفحہ ۶۴ پر "احمد رضا خان صاحب بریلوی کی علمی دیانت کا ایک نمونہ" کے عنوان سے بتایا گیا ہے کہ یہ عبارات مختلف جگہوں سے لی گئی ہیں۔ گویا اعلیٰ حضرت نے "تحذیر الناس" کی عبارات نقل کرتے ہوئے خیانت سے کام لیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے تحذیر الناس کی عبارات کا خلاصہ پیش کیا ہے اس لئے ان کو مسلسل ہی لکھا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ عبارات جو تحذیر الناس میں مختلف جگہوں پر موجود ہیں اُن میں سے ہر عبارت اپنی جگہ پر مستقل کفر ہے۔ اس لئے انہیں مسلسل لکھنے یا علیحدہ لکھنے سے قاسم نانوتوی کفر کے الزام سے بری نہیں ہو جاتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے تحذیر الناس کی عبارت کو خود ساختہ معنی ہرگز نہیں پہنائے۔ اِن عبارات کا جو مفہوم ہے وہ اِن کے سیاق و سباق سے بالکل واضح ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت نے کوئی خیانت نہیں کی ہے ہاں البتہ علمی خیانت دیکھنی ہو تو اپنے کھدر پوش شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی ★ کی کتاب "شہاب ثاقب" کا مطالعہ کرو جس میں آپ کے شیخ الاسلام نے فرضی کتابیں بھی گڑھ لی ہیں۔

★ جن کے بارے میں عبدالرزاق ملیح آبادی نے "شیخ الاسلام نمبر" میں لکھا ہے کہ "تم نے کبھی خدا کو بھی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اُس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ ربّ العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا۔ (مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی: شیخ الاسلام نمبر، صفحہ ۵۹۔ الجمعیۃ دہلی، صفحہ ۱۱۳۔ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ)

براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت

خلیل احمد انبیٹھوی نے، مولانا عبدالسمیع بیدل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "انوارِ ساطعہ" کے جواب میں ایک کتاب "براہینِ قاطعہ" لکھی جس میں شیطان اور ملک الموت کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھا۔ اس کتاب کی تصدیق رشید احمد گنگوہی نے کی۔ موصوف نے لکھا کہ

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم مُحیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نُصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ (براہینِ قاطعہ، صفحہ ۵۵)

- اس عبارت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا انکار کیا گیا ہے لیکن اسی علم کو شیطان اور ملک الموت کیلئے نص سے ثابت بتایا گیا ہے۔
- اس عبارت میں ایک طرف تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم محیط زمین کو شرک قرار دیا گیا ہے لیکن دوسری طرف جب اُن کے پیشوا شیطان کی باری آئی تو یہی علم اس کیلئے ثابت کرنا عین ایمان قرار دے دیا گیا بلکہ بقول انبیٹھوی کے اس کیلئے قرآن میں نص بھی وارد ہے۔
- موصوف کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم محیط زمین کیلئے قرآن میں ایک بھی آیت نظر نہیں آئی لیکن جب اپنے پیشوا شیطان کی باری آئی تو اس کے علم کیلئے نص نظر آگئی۔
- ایک چیز جس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک ہو وہی چیز شیطان کیلئے قرآن کی نص سے ثابت ہو کیا کوئی اسماعیلی ★ دیوبندی وہابی اس کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے؟

★ دیوبندی حضرات اہلسنّت کو امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت کی وجہ سے رضا خانی کہتے ہیں، تو جواب میں ہم انہیں اسماعیل دہلوی کی نسبت سے اسماعیلی کہیں تو انہیں ناراض نہیں ہونا چاہئے۔

"حفظ الایمان" کی کفریہ عبارت

اشرف علی تھانوی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے متعلق ایک سوال پوچھا گیا جس کا موصوف نے یہ جواب دیا۔

- علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب، اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان، صفحہ ۸۔ دیوبند، صفحہ ۱۳)
- اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیلِ نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ (حفظ الایمان، صفحہ ۸۔ دیوبند، صفحہ ۱۴)

اشرف علی تھانوی نے علمِ غیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ بعض علمِ غیب اور کُل علمِ غیب۔ کُل علم غیب کے بارے میں لکھا کہ کل علمِ غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے نقلی اور عقلی لحاظ سے محال ہے اور بعض علمِ غیب کے متعلق لکھا کہ اِس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے کہ ان کے علم اور جانوروں کے علم کا ایک ساتھ ذکر کیا جائے۔ بھلا پاگلوں اور جانوروں کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے کیا نسبت۔

تھانوی کے وکلاء کی فاسد تاویلیں

تھانوی کی یہ عبارت اسقدر گستاخانہ اور گھٹیا ہے کہ اُن کے وکلاء نے بھی اِس کا مفہوم متعین کرنے میں قلابازیاں کھائی ہیں۔

تھانوی کے ایک وکیل مرتضیٰ حسن دربھنگی نے لکھا کہ

"عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی"۔ (توضیح البیان، صفحہ ۱۲)

دوسرے وکیل منظور نعمانی لکھتے ہیں، حفظ الایمان کی اِس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے "اتنا" کے معنی میں ہے۔ (مولوی منظور نعمانی، فتح بریلی کا دلکش نظارہ، صفحہ ۴۰)

گویا مرتضیٰ حسن دربھنگی اور منظور نعمانی کے نزدیک تھانوی کی اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ "اتنا" اور "اس قدر" کے معنی میں ہے۔ البتہ اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا۔ واہ کیا تاویل ہے۔ اب اِن دونوں کے متعین کردہ مفہوم کو تھانوی کی ناپاک عبارت میں سمجھا جائے تو عبارت یوں ہوگی:۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے اتنا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ معاذاللہ

تھانوی کے اِن دونوں حضرات کے متعین کردہ مفہوم سے تو تھانوی کا کفر پہلے سے بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کے برابر قرار دے دیا۔

تھانوی کے تیسری وکیل ٹانڈوی نے لکھا کہ

"جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ "ایسا" فرما رہے ہیں لفظ "اتنا" تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اسوقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذاللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ "ایسا" تو کلمہ تشبیہ کا ہے"۔ (مولانا حسین احمد ٹانڈوی، شہاب ثاقب، صفحہ ۱۰۲۔ کتب خانہ رحیمیہ۔ دیوبند، صفحہ ۲۴۹۔ ادارہ تحقیقات اہل سنت، لاہور)

تھانوی کے کفر پر مہر

مرتضیٰ حسن دربھنگی اور منظور نعمانی کے مطابق اشرف علی تھانوی کی عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے معنیٰ میں نہیں ہے اگر تشبیہ کے معنیٰ میں ہوتا تو کفر ہوتا لیکن یہاں تو اس کے معنیٰ "اتنا" اور "اس قدر" کے ہیں۔ اور ٹانڈوی کے نزدیک لفظ "ایسا" تشبیہ کے معنیٰ میں ہے اگر "اتنا" کے معنیٰ میں ہوتا تو کفر ہوتا۔ اِن تاویلات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ مرتضیٰ حسن دربھنگی اور منظور نعمانی نے لفظ "ایسا" کا جو مفہوم متعین کیا ہے حسین احمد ٹانڈوی کے فتویٰ کے مطابق اشرفعلی تھانوی کافر اور جو مفہوم حسین احمد ٹانڈوی نے متعین کیا ہے مرتضیٰ حسن دربھنگی اور منظور نعمانی کے فتویٰ کے مطابق اشرف علی تھانوی کافر ہوجاتا ہے۔ یہ ہے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پھٹکار۔

"حفظ الایمان" کی عبارت کھلی ہوئی گستاخانہ ہے اور کھلی ہوئی گستاخانہ عبارت کی تاویلیں قطعاً نا قابلِ التفات ہیں۔

اِن کے انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا کہ

"اچھا میں آپ سے ہی پوچھتا ہوں، جو شخص مسلیمہ کذّاب کو کافر نہ کہے اور اُس کے صاف و صریح دعویٰ نبوت اور قرآن کے مقابلہ میں کہی ہوئی "تک بندیوں" میں تاویلیں کرے، اُس کو آپ کیا کہیں گے؟ اِسی طرح کیا ایک کھلے ہوئے بُت پرست کو آپ کہیں گے کہ "وہ بت کو سجدہ نہیں کرتا بلکہ اُس کو دیکھتے ہی منہ کے بل گر پڑتا ہے، اِس لئے وہ کافر نہیں ہے"؟ کیا یہ کھلی ہوئی زبردستی اور سینہ زوری نہیں ہے؟ جب ہم اپنی آنکھوں سے اُسے بارہا بُت کے سامنے سربسجود دیکھتے ہیں تو اس کو کیسے کافر نہ کہیں؟ اور اس کی "صنم پرستی" کی تاویلیں اور توجیہیں کیسے سنیں؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا! اِس قسم کی مہمل تاویلیں قطعاً نا قابلِ التفات ہیں۔" (اکفار الملحدین، صفحہ ۸۳)

یہ ہیں اکابرینِ دیوبند کی وہ کفریہ عبارات جن کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کی تکفیر کی۔ علماءِ دیوبند کو اِن عبارات سے توبہ کرنے کی توفیق تو نہیں ہوئی اُلٹا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے اکابرین کی عبارات کو خود ساختہ معنیٰ پہنائے۔ دیوبندی اسماعیلی مذہب کی بنیاد اسماعیل دہلوی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" میں لکھا کہ

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اُس سے کچھ اور معنیٰ مراد لے"۔ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۲۳)

ایک مغالطہ اور اس کا رد

یہاں ایک مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ اکابرینِ دیوبند نے جو عبارات اپنی کتابوں میں لکھی ہیں وہ صرف اُس زمانہ میں گمراہی کے دفعیہ اور لوگوں کی اصلاح کیلئے لکھی گئی ہیں۔ گستاخی کی نیت سے نہیں لکھی گئی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی نیت اگرچہ گستاخی کی نہ بھی ہو تو بھی اُس کی تکفیر کی جائے گی۔ خود ان کے اپنے مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا:۔

" جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیتِ حقارت نہ کی ہو مگر اُن سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اِس بحث کو بوضاحت تامہ حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) نے مع دلائل کے ذکر فرمایا ہے "۔ (شہاب ثاقب، صفحہ ۵۷)

کلمۂ کفر کہنے والے کے قصد و ارادہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا

"کلمۂ کفر کہنے والے کی تکفیر میں قصد و ارادہ کا اعتبار کرنا سراسر غلط ہے "۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۱۵۸)

حاصل یہ ہے کہ جو شخص زبان سے کوئی کلمۂ کفر کہتا ہے خواہ ہنسی مذاق کے طور پر یا کھیل تفریح کے طور پر یہ شخص سب کے نزدیک کافر ہے، اِس میں اُس کی نیت یا عقیدہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۲۲۵)

صریح کفر کے مرتکب کا حکم

جو شخص صریح کفر کا مرتکب ہو اُس کی تکفیر کی جائے گی اگرچہ وہ اہلِ قبلہ ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا کہ

"اِس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اہلِ قبلہ کو کافر کہا جا سکتا ہے (جبکہ وہ کفر صریح کے مرتکب ہوں) اگرچہ وہ قبلہ سے منحرف نہ بھی ہوں، نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بسا اوقات قصداً کفر اختیار کئے بغیر اور تبدیلِ مذہب کا ارادہ کئے بغیر بھی انسان کافر ہو جاتا ہے یعنی اگرچہ انسان خود کو مسلمان سمجھتا رہے تب بھی کفریہ قول یا فعل کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے "۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۱۱۳)

اِس سے معلوم ہوا کہ اہلِ قبلہ اگر کفریہ عقائد و اعمال یا مُوجباتِ کفر کو اختیار کریں، تو خود کو مسلمان کہنے اور سمجھنے کے باوجود بھی کافر ہو جاتے ہیں اور اُن کی تکفیر واجب ہے۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۱۱۵)

کسی مسلمان کے کافر ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ قصداً اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کو اختیار کرے، بلکہ کفریہ عقائد اور اقوال و اعمال کا اختیار کر لینا ہی اسلام سے خارج اور کافر ہو جانے کیلئے کافی ہے، حدیثِ خوارج میں "یمرقون" کا لفظ خاص طور پر اس کو ظاہر کرتا ہے۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۱۴۲)

اکابرینِ دیوبند کی کفریہ عبارات پر اطلاع کے بعد اُن کی تکفیر فرض تھی

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرین دیوبند کی تکفیر بلاوجہ نہیں کی بلکہ اکابرین دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر مطلع ہونے کے بعد اُن پر تکفیر فرض ہو چکی تھی، چنانچہ مرتضیٰ حسن در بھنگی دیوبندی کی سنئے اس نے لکھا کہ

"اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے"۔ (اشد العذاب علی مسلیمۃ البنجاب، صفحہ ۱۳)

ایک اور جگہ لکھا کہ "جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے"۔ (ایضاً صفحہ ۲)

ایک اور جگہ لکھا کہ "ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اس کا وبال کس پر ہو گا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے"۔ (ایضاً)

دیوبندیوں کے امام العصر انور شاہ کشمیری نے لکھا کہ "یہ دین نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہا جائے اور نہ ہی یہ دین ہے کہ کسی کافر کو کافر نہ کہا جائے، اور اس کے کفر سے چشم پوشی کی جائے"۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب و شتم اور تنقیص کرنے والے کا حکم

جو مسلمان شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (العیاذ باللہ) سب و شتم کرے، یا آپ کو جھوٹا کہے، یا آپ میں عیب نکالے، یا کسی بھی طرح آپ کی توہین و تنقیص کرے وہ کافر ہے اور اس کی بیوی اُس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۲۱۰)

یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے، یا کسی بھی طرح اُن کی تحقیر و توہین کرے، مثلاً تحقیر کی نیت سے بصورت تصغیر ان کا نام لے، یا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کی نبوت کو جائز کہے، ایسا شخص کافر ہے۔ (ایضاً صفحہ ۲۱۳)

گمراہ عقیدہ والے کی تحسین کرنے والے کا حکم

جس شخص نے کسی گمراہ عقیدے والے شخص کے قول کی تحسین کی، یا یہ کہا کہ یہ (عام فہموں کی سطح سے بلند ہے) معنوی کلام ہے (ہر شخص اس کی مراد نہیں سمجھ سکتا)، یا یہ کہا کہ اس کلام کے صحیح معنی بھی ہوسکتے ہیں (اور اس کی کوئی خلافِ ظاہر تاویل کی) تو اگر اس قائل کا وہ قول کفریہ (موجبِ کفر) ہے تو اس کی تحسین کرنے والا (یا اس کو صحیح کہنے والا یا تاویل کرنے والا) بھی کافر ہوجائے گا۔

(اکفار الملحدین، صفحہ ۲۲۳)

حاصل یہ ہے کہ اکابرینِ دیوبند خود ایک دوسرے کے فتویٰ کی رُو سے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، تعجب یہ ہے کہ خود اُن کے اپنے فتویٰ ان کے اپنے خلاف ہیں کہ خود ہی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں اور خود ہی فتویٰ دیتے ہیں کہ ایسا کہنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے خود ہی اپنے بڑوں کی کفریہ عبارت میں بے تکی تاویلیں کرتے ہیں اور پھر خود یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایسی تاویلیں نا قابلِ التفات ہیں، خود ہی اپنے بڑوں کی گستاخانہ عبارت سے پُر کتب کی تحسین کرتے ہیں اور پھر خود یہ بھی لکھتے ہیں کہ کفریہ قول کی تحسین کرنے والا بھی کافر مرتد ہوجائے گا۔

علمائے امت پر فرض ہے کہ وہ شرعاً کافر پر کفر کا حکم لگائیں

محمد یوسف بنوری نے کتاب "اکفار الملحدین" کا تعارف لکھا ہے وہ لکھتے ہیں، اسی لئے علمائے اُمت پر کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعنے کیوں نہ دیئے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف وخطر اور "لومۃ الائم" (ملامت کرنے والوں کی ملامت) کی پرواہ کئے بغیر جو شرعاً "کافر" ہے اس پر "کفر" کا حکم اور فتویٰ لگائیں۔۔۔۔ اور جو بھی فرد یا فرقہ قرآن وحدیث کی نصوص کی رُو سے "اسلام" سے خارج ہو اُس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتویٰ لگائیں، اور کسی بھی قیمت پر اس کو مسلمان تسلیم نہ کریں، جب تک سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک۔۔۔۔ نیز علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اُس کو "کافر" نہیں بناتے، کافر تو وہ خود اپنے عقائد یا اقوال یا افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، وہ تو صرف اُس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۳۹)

کلمہ کفر اختیار کرنے والے شخص کے بارے میں یہ چند قولِ فیصل پیش کئے گئے۔ جس کسی کو مزید تسلّی و تشفی مقصود ہو تو وہ دیوبندیوں کے خود ساختہ امام العصر "انور شاہ کشمیری" کی کتاب "اکفار الملحدین" کا مطالعہ کرے، حق اور باطل اس شخص پر واضح ہوجائے گا۔ اِن شاءَاللّٰہ تعالیٰ

اعلیٰ حضرت تکفیر کے معاملے میں انتہائی محتاط تھے

باقی رہی یہ بات کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بریلی میں "کفر ساز مشین" لگا رکھی تھی جہاں سے وہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے، تو یہ محض بے جا ہے۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تکفیر کے معاملے میں انتہائی محتاط تھے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:۔

"لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے، اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہے۔ ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ فقیر غفرلہ تعالیٰ نے اِس مبحث کا قدرے بیان آخر رسالہ "سبحٰن السبوح عن کذب عیب مقبوح" میں کیا اور وہاں بھی باآنکہ اس امام وطائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکانِ کذب میں اٹھہتر (۷۸) وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیا کفر سے کفِ لِسان ہی کیا"۔ (مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی: الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ، صفحہ ۷۰۔ فتاویٰ رضویہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

"حاش للہ! حاش للہ! ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ اُن کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ اِلا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے"۔ (مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی: سبحٰن السبوح عن کذب عیب مقبوح، صفحہ ۱۲۰۔ فتاویٰ رضویہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

میرا (یعنی امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مسلک یہ ہے کہ وہ (یعنی اسماعیل دہلوی) یزید کی طرح ہے، اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے، اور خود کہیں گے نہیں"۔ (مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان بریلوی: ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل، صفحہ ۱۱۰۔ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

اعلیٰ حضرت پر عبد الحی لکھنوی کا ایک اور الزام اور اس کا جواب

ابو الحسن عبد الحی لکھنوی نے اعلیٰ حضرت کو الزام دیتے ہوئے لکھا:۔

وکان لا یتامع ولا یسمع بتاویل فی کفر من لا یوافقه علی عقیدته وتحقیقه

او من یدی فیه انحرافا عن مسلکه ومسلك آبائه (نزہۃ الخواطر، جلد۸، صفحہ ۳۹)

"یعنی وہ ایسی تاویل کفر نہ سنتا ہے اور نہ سننے دیتا ہے جو اس کے عقیدے اور تحقیق کے خلاف ہوتی ہے

یا جس میں اس کے آباء یا اس کے مسلک سے انحراف ہوتا ہے۔"

ہونا بھی یہی چاہئے کہ جو تاویل مسلک اہلسنت اور اجماع کے خلاف ہو وہ غیر معتبر ہے۔

دوسری بات یہ کہ اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگانا کہ وہ اپنی تحقیق کے خلاف کسی کی کوئی تاویل نہ سنتے تھے، سراسر خلافِ واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے خلاف لکھی جانے والی گستاخانہ عبارت کے حق میں کی جانے والی کسی بھی تاویل کو نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ "اس کا کیا خوف، دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خبثاء تو مغلّظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں۔ پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں، اِس سے زیادہ میری ذات پر حملے کریں، میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزّوجل نے مجھے دین کی سپر (یعنی ڈھال) بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے، برا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں۔ ادھر سے کبھی اِس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا اور نہ کچھ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت اُن کی عزت پر نثار ہی ہونے کیلئے ہے"۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۷۴، حامد اینڈ کمپنی لاہور)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرینِ دیوبند کی تکفیر عشقِ رسول کی بناء پر کی ہے اِس کا دیوبندیوں کو بھی اقرار ہے:۔

○ میرے (یعنی اشرف علی تھانوی) دل میں احمد رضا کیلئے بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشقِ رسول کی بناء پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ ("چٹان" لاہور ۲۳/ اپریل ۱۹۶۲ء)

○ "یہ احقر (شیخ الادب دارالعلوم دیوبند مولوی اعزاز علی) یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اِس دَور کے اندر کوئی مُحقّق اور عالمِ دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا کو، جسے ہم آج تک کافر ★ بدعتی، مشرک کہتے رہے ہیں، بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت عالمِ دین صاحبِ فکر و نظر پایا۔ آپ کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں لہٰذا میں آپ کو مشورہ دوں گا اگر آپ کو کوئی مشکل مسئلہ میں کسی قسم کی اُلجھن در پیش ہو تو بریلی میں جاکر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔" (رسالہ "النور" شوال المکرم ۱۳۴۲ھ، صفحہ ۴۰۔ تھانہ بھون)

★ جب خود دیوبندی اعلیٰ حضرت کو کافر کہتے ہیں تو پھر اعلیٰ حضرت سے کیوں شکوہ کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری تکفیر کی ہے؟

میرا ابھی دیوبندیوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لینے کی بجائے اپنے شیخ الادب دارالعلوم دیوبند مولوی اعزاز علی دیوبندی کی طرح اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا مطالعہ کریں اور اُن کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ کیونکہ بقول اعزاز علی دیوبندی کے اعلیٰ حضرت کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں۔

جناب شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں کہ "مولانا احمد رضا خان کو تکفیر کے جُرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ ایک بہت بڑے عالمِ دین اور بلند پایہ محقق تھے۔ مولانا احمد رضا خان کی رحلت عالمِ اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ (ماہنامہ "ہادی" ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ، صفحہ ۲۱۔ دیوبند)

علمائے دیوبند کے تکفیری بم

علمائے دیوبند اعلیٰ حضرت کو تو الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے بلاوجہ کا اکابرینِ دیوبند کی تکفیر کی لیکن جب گنگوہ، انبیٹھ، نانوتہ اور تھانہ بھون کی چار دیواری میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تو اکابرینِ دیوبند کی تکفیر اس وجہ سے کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ عبارات لکھی ہیں۔ لیکن خود اکابرینِ دیوبند نے لوگوں کی تکفیر بلاوجہ کی ہے اِس کے باوجود موجودہ دَور کے دیوبندی خاموش ہیں۔

ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت علی عرف حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے حضرت (رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا، پکا کافر تھا۔ (مؤرخ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی: تذکرۃ الرشید، جلد ۲ صفحہ ۲۴۲۔ ادارہ اسلامیات لاہور)

علمائے دیوبند کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان کے قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی نے ایک حافظ قرآن کو پکا کافر کہا ہے تو کس وجہ سے کہا ہے؟ اس کے بعد ایک واقعہ لکھا ہے جسے پڑھنے کے بعد اِن لوگوں کو چلّو میں پانی لینا چاہئے اور ڈوب مرنا چاہئے۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدیان اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی؟ رنڈیوں نے جواب دیا "میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرہ کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا میں بہت گناہگار ہوں اور بہت رُوسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں"۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئیں تھی؟" اس نے کہا کہ حضرت رُوسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے "تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون (معاذاللہ!) وہ تو وہی ہے"۔ رنڈی سن کر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا "لاحول ولا قوۃ۔ اگرچہ میں رُوسیاہ گناہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اُٹھ کر چل دی"۔ (تذکرۃ الرشید، جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

اِن لوگوں سے تو رنڈی اچھی نکلی کہ باوجود بدکار ہونے کے اللہ تعالیٰ کی توہین برداشت نہ کرسکی اور ایسے پیر کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ دیوبندیوں کیلئے ڈوب مرنے کا مقام ہے لیکن یہ نرالے مُوحد ہیں کہ پورے عالمِ اسلام کو مُشرک کہتے پھرتے ہیں لیکن اُدھر اُن کی توحید میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا بلکہ رشید احمد گنگوہی ضامن علی جلال آبادی کے بارے میں کہتا ہے کہ "ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے"۔ (تذکرۃ الرشید، جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

اشرف علی تھانوی نے لڑکیوں کیلئے ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام انہوں نے "بہشتی زیور" رکھا ہے۔ اس کتاب میں جہاں اور مسائل کا بیان ہے وہاں "کفر اور شرک کی باتوں کا بیان" کے عنوان کے تحت اشرف علی تھانوی نے شرکیہ ناموں کی فہرست بھی لکھی ہے۔ ملاحظہ کیجئے:۔

"سہرا باندھنا، چوٹی رکھنا، بدھی پہنانا، فقیر بنانا، علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا"۔

(مولوی اشرف علی تھانوی، بہشتی زیور، حصہ اوّل، صفحہ ۳۰۹۔ تاج کمپنی لمیٹڈ)

سوال۔ نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش، ایسے ناموں کا رکھنا کیسا ہے؟

جواب۔ ایسے نام موہوم شرک ہیں اُن کو بدلنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رشیدیہ "تالیفاتِ رشیدیہ"، صفحہ ۶۷)

شرکیہ ناموں کی فہرست تو ملاحظہ فرمالی۔ اب ذرا رشید احمد گنگوہی کا پدری نامہ نسب ملاحظہ فرمایئے:۔

"مولانا رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی بن قاضی علی اکبر بن قاضی محمد اسلام الانصاری۔"

اور مادری نسب نامہ:۔

"مولانا رشید احمد صاحب بن مسماۃ کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد بن فتح بن تقی محمد بن صالح محمد بن قاضی محمد کبیر الانصاری۔" (تذکرۃ الرشید، جلد ا صفحہ ۱۳)

رشید احمد گنگوہی کے فتوے کے مطابق اس کے اپنے دادا اور نانا کا نام شرکیہ ہے اور انہیں بدلنا چاہئے۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو صیاد خود اپنے دام میں آگیا

"چوں آنکہ در آں کلمات شرکیہ مذکور اند اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہٰذا ورد آں ممنوع ہست پس تعلیم ہمانا سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشاں گردد"۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ "تالیفاتِ رشیدیہ" صفحہ ۱۴۶)

یعنی، چونکہ اس میں (یعنی درودِ تاج) الفاظِ شرکیہ بھی ہیں اندیشہ عوام کے عقیدہ کی خرابی کا ہے لہٰذا اِس کا پڑھنا ممنوع ہے۔ پس درودِ تاج کی تعلیم دینا اِسی طرح ہے کہ عوام کو زہر قاتل دے دیا جائے کیونکہ بہت سے آدمی عقیدہ شرکیہ کے فساد میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

درودِ تاج حضرت علامہ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔ لہٰذا گنگوہی کے فتویٰ کی رُو سے حضرت علامہ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشرک ٹھہرے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

ان عبارات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اکابرینِ دیوبند کی تکفیر کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر عائد نہیں ہوتی خود اکابرینِ دیوبند اس کے ذمہ دار ہیں۔ نہ اکابرینِ دیوبند اِن گھٹیا عبارات کو اپنی کتابوں میں لکھتے اور نہ انہیں یہ دن دیکھنا پڑتا۔

برادرانِ اہلسنت مسئلہٗ تکفیر کے بارے میں احقاقِ باطل اور ابطالِ باطل کی نیت سے یہ چند سطور حاضر ہیں۔ سمجھداروں کیلئے یہ چند سطور ہی کافی ہیں اور جن کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں اُن کیلئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام اہلسنّت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور بدمذہبوں کے غلط پروپیگنڈہ سے محفوظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلسنّت کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

کیا امام احمد رضا نے بدعات کو فروغ دیا ہے ؟

کوئی دور تھا کہ علوم دینیہ میں خاندانِ دہلوی کا پورے ہندوستان میں کوئی بھی ہم پلہ نہ تھا اور یہ خاندان عقائدِ اہلسنّت پر سختی سے کاربند تھا۔ اِس خاندان میں شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ عبد الغنی محدث دہلوی، شاہ عبد القادر محدث دہلوی رحمہم اللہ علیہم جیسے علماء نے جنم لیا جن پر سنیت کو ناز تھا۔ لیکن شومئ قسمت اِسی دہلوی خاندان کے ایک فرد اسماعیل دہلوی بن شاہ عبد الغنی محدث دہلوی نے اہلسنّت سے اعتزال کر کے ایک نئی راہ اختیار کی اور ہندوستان میں وہابیت کا پرچار شروع کر دیا اور "تقویۃ الایمان" نامی بدنامِ زمانہ کتاب لکھ ڈالی۔ اِس کتاب میں اسماعیل دہلوی نے انبیاء اور اولیاء کی شان میں خوب گستاخیاں کیں۔ یہ کتاب دراصل بدنامِ زمانہ گستاخِ رسول محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب "کتاب التوحید" کا خلاصہ تھی۔ اس کتاب میں اسماعیل دہلوی نے انبیاء اور اولیاء کو بتوں کی صف میں لا کھڑا کیا اِسی وجہ سے اِس کتاب کو انگریزوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اِس کو چھپوا کر پورے ہندوستان میں مفت تقسیم کیا۔ اِس کتاب کی اشاعت سے پورے ہندوستان میں ہل چل مچ گئی۔ علمائے اہلسنّت میدان میں آگئے اور ہر طرف سے اِس کتاب کی تردید شروع ہوگئی۔ جن علماء نے کتاب "تقویۃ الایمان" کی تردید کی اُن میں اسماعیل دہلوی کے چچازاد بھائی "مولانا مخصوص اللہ دہلوی" بھی تھے، حضرت مولانا نے "تقویۃ الایمان" کو "تفویۃ الایمان" قرار دیا۔ ۱۲۴۰ھ کو دہلی کی جامع مسجد میں مجاہدِ تحریکِ آزادی حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسماعیل دہلوی سے مناظرہ کیا اور اس کو چاروں شانے چت کر دیا۔ اسماعیل دہلوی نے عقائدِ باطلہ سے توبہ کرنے کی بجائے اُن کی اشاعت جاری رکھی اور بالآخر بالاکوٹ کے مقام پر پٹھانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اسماعیل دہلوی کے مر کر مٹی میں ملنے کے بعد اُس کے مشن کو رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی اور اشرف علی تھانوی نے جاری رکھا۔ انگریز حکومت سے ماہانہ وظائف اور قطب العالم، حجۃ الاسلام اور حکیم الامت جیسے خطابات حاصل کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس نازک دور میں دین کی تجدید کیلئے امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیدا فرمایا۔ آپ نے اِن فتنوں کی سرکوبی فرمائی اور علمائے حرمین شریفین سے فتاویٰ حاصل کر کے شاتمانِ رسول ٹولے کے فرار کے راستے مسدود کر دیئے۔ فرزندانِ شیخ نجدی کو چاہئے تو یہ تھا اپنے عقائدِ باطلہ سے توبہ کرتے۔ لیکن توبہ تو اُن کے نصیب میں نہ تھی "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کا مصداق امام اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف ایک محاذ قائم کر لیا اور اُن کو بدعتی اور بدعات کا مُوجِد مشہور کر دیا۔

اس بات کا اندازہ حسین احمد ٹانڈوی کی کتاب "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" سے لگایا جا سکتا ہے جس میں حسین احمد ٹانڈوی نے اعلیٰ حضرت کو ۲۴۰ گالیاں دی ہیں جن میں سے چند گالیاں مجدِّدُ التکفیر، مجدد التضلیل، دجّال بریلوی، مجدِّدُ الدجالین، دجّال المجدِّدین، اعلیٰ درجہ کا دجال، مخربِ دین، بریلوی شیطان، رذیلُ النّسب اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ جس میت کو کھدر کا کفن نہ دیا گیا ہو اس کا جنازہ نہ پڑھانے کی بدعت کے مُوجِد خود ٹانڈوی صاحب ہیں۔ جھوٹے بندے کی علامت ہوتی ہے کہ جب اس کے پاس اپنی سچائی ثابت کرنے کیلئے دلیل نہ ہو تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے، کچھ یہی معاملہ ٹانڈوی کے ساتھ بھی ہے (فاضل دیوبند عامر عثمانی نے "ماہنامہ تجلّی" میں اِن گالیوں کو مہذّب گالیاں کہا ہے) گویا کسی کو گالیاں دینا دیوبندی تہذیب میں مہذب کام ہے۔ اگر یہ مہذب گالیاں ہیں تو ٹانڈوی کی غیر مہذب گالیاں کیسی ہوں گی؟

اسی طرح ابو الحسن عبد الحی لکھنوی نے اعلیٰ حضرت کے متعلق یوں لکھا ہے:۔

وکان ینتصر للرسوم والبدع الشائعة وقد الف فیها رسائل مستقلة (نزہۃ الخواطر، جلد ۸ صفحہ ۴۰)

"یعنی، وہ مروجہ بدعات کے حامی تھے اور اِس سلسلے میں انہوں نے کئی ایک مستقل رسائل شائع کئے۔"

حقیقت یہ ہے کہ جس قدر شدت سے بدعات کا ردّ امام اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے آپ کے ہمعصروں میں اس کی نظیر نہیں ملتی، ایک ایک مسئلہ میں دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ "فتاویٰ رشیدیہ" کی طرح نہیں کہ فلاں حرام، فلاں ناجائز اور دلیل دارد۔ ذیل میں کچھ بدعات اور اعلیٰ حضرت کی طرف سے ان کا ردّ پیش کئے جا رہے ہیں۔

سجدۂ تعظیمی

اِس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت اور اہلسنّت کو دیوبندیوں نے سب سے زیادہ بدنام کیا ہوا ہے کہ اہلسنت قبروں کو سجدے کرتے ہیں۔ حقیقت اِس کے برعکس ہے۔ اعلیٰ حضرت کے ایک ہمعصر خواجہ حسن نظامی نے "مُرشِد کو سجدۂ تعظیمی" کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا اعلیٰ حضرت نے اُس کے جواب میں قرآن کی دو آیات، چالیس احادیث، اور ایک سو پچاس فقہی نصوص سے اُس کا رد فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"مسلمان! اے مسلمان! شریعتِ مصطفوی کے تابع فرمان! یقین جان کہ سجدہ حضرت عزّت عزّ جلالہٗ کے سوا کسی کیلئے نہیں اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین اور کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین۔" (مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی، الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۲ صفحہ ۴۲۹۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید فرماتے ہیں:۔

"مسلمان دیکھیں ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت حرام ہے۔ خود بکر کی مُسلّم اور نہایت معتمد کتبِ فقہ سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت سُور کھانے سے بھی بدتر حرام ہے۔" (الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۲ صفحہ ۱۳)

مزار کا طواف

سجدۂ تعظیمی کے بعد مزار کا طواف ایسا مسئلہ ہے جس میں نجدیوں نے اہلسنّت کو بدنام کرنے کی ناپاک سعی کی ہے اور اہلسنّت کیلئے قبر پرست، قبوری، قبر پجوے وغیرہ القابات استعمال کرتے ہیں اور آئے روز مسلمانوں کو مشرک کہتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں امامِ اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف ملاحظہ فرمائیں:۔

"مزار کا طواف کہ بہ نیتِ تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ دینا نہ چاہئے۔ علماء اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا اور اِس میں ادب زیادہ ہے۔ اور آستانہ بوسی میں حرج نہیں۔" (مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی، بریق المنار بشموع المزار، فتاویٰ رضویہ، جلد ۹ صفحہ ۵۲۸۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

"بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طوافِ تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔" (مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی، احکام شریعت، حصہ سوم)

میت کے گھر دعوت

میت کے گھر دعوت کے بارے میں امامِ اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

"سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے جائز ہے کیا؟ یہ پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔" (مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی، جلی الصوت لنھی الدعوت امام موت، فتاویٰ رضویہ، جلد۹ صفحہ ۶۶۲۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اوّلاً۔ یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ قبیحہ ہے۔

ثانیاً۔ غالباً وُرثاء میں کوئی یتیم اور بچہ نابالغ ہوتا ہے، یا اور وُرثاء موجود نہیں ہوتے، نہ اُن سے اس کا اِذن لیا جاتا ہے، جب تو یہ امر سخت حرام شدید متضمن ہوتا ہے۔" (ایضاً، صفحہ ۶۶۴)

ثالثاً۔ یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں اور افعالِ منکرہ کرتی ہیں، مثلاً چلّا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا، الیٰ غیر ذٰلک۔ اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے۔ ایسے مجمع کیلئے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔" (ایضاً، صفحہ ۶۶۵)

رابعاً۔ اکثر لوگوں کو اِس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اِس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اِس میلے کیلئے کھانا، پان چھالیا کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے۔" (ایضاً، صفحہ ۶۶۶)

بلند آواز سے قرآن کی تلاوت

حلقہ باندھ کر سب (قرآن) پڑھیں تو ضرور احسن ہے مگر اِس حالت میں لازم ہوگا کہ سب آہستہ پڑھیں قرآن مجید میں منازعت کہ سب اپنی اپنی بآواز پڑھیں اور ایک دوسرے کی نہ سنیں ناجائز و حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (پ۹۔ سورۃ الاعراف۔ آیت ۲۰۴)

"جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے کان لگا کر سنو اور بالکل چپ رہو اس اُمید پر کہ رحمت کیے جاؤ۔"

(مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی، السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ۴۴۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

جوتا پہنے ہوئے کھانا کھانے کا حکم

کھاتے وقت جوتے اُتارے۔ جوتا پہنے کھانا اگر اِس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھا رہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے اِس کیلئے بہتر یہی تھا کہ جوتا اُتار لے اور اگر میز پر کھاتا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اور اِس سے دُور بھاگے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد کرے:۔

من تشبہ بقوم فھو منھم

"جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے۔"

(السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ۹۲)

درود شریف کی جگہ مہمل الفاظ لکھنا

سوال میں جو عبارت "دلیل الاحسان" سے نقل کی اُس میں اور خود عبارت سوال میں "ﷺ" کی جگہ "صلعم" لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے یہ بلا عوام تو عوام صدی کے بڑے بڑے اکابر وفحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی "صلعم" لکھتا ہے کوئی "صللم" کوئی فقط "ص" کوئی "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے بدلے "عم" یا "م"۔ (اِس بدعوت کے مُوجِد دیوبندی وہابی ہیں جس کا اندازہ اُن کی کتب کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے) ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کیلئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی وبے نصیبی کا ڈانڈا پکڑتے ہیں۔ (السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ۶۰)

بچے کے سر پر کسی ولی کے نام کی چوٹی رکھنا

بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اُس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں اُس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر مونڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں۔ پھر میعاد گذار کر مزار پر لے جاکر وہ بال اُتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل وبدعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ۸۳)

قبر پر عود لوبان سلگانا

عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفسِ قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہئے اگرچہ کسی برتن میں ہو:۔

لما فیه من التفاؤل القبیح بطلوع الدخان من علی القبر والعیاذ باللّٰہ

"یعنی، اس لئے کہ قبر کے اوپر سے دھواں اُٹھنے میں بدفالی ہے اللہ کی پناہ۔"

(السنیۃ الانیقہ فی فتاوٰی افریقہ، صفحہ ۸۴)

قبر پر چراغ جلانا

قبر پر خواہ کہیں حاجت سے زیادہ اور بے منفعت روشنی کہ لغو اسراف ہو ممنوع ہے۔ یونہی خود قبر پر چراغ رکھنا کہ سقفِ قبر حق میت ہے اور اس میں اس کی اذیت اور جو ان محذورات سے پاک ہو وہاں روشنی ممنوع نہیں۔ (مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی، عرفانِ شریعت، حصہ دوم، صفحہ ۵۴۔ شبیر برادرز لاہور)

قبر پر نماز پڑھنا

قبر پر نماز پڑھنا حرام۔ قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام۔ اور مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا حرام۔ قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت وغیرہ کرنا حرام۔ (عرفانِ شریعت، حصہ سوم، صفحہ ۷۴)

نکاح کے وقت ڈھول باجے کا حکم

باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل، صفحہ ۴۵)

تعزیہ کا حکم

عــرض: تعزیہ میں لہو و لعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں چاہئے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یوں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام۔ درِ مختار و حاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آج کل لوگ اِن سے غافل ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ ۲۱۵)

مگر جہال نے اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعتِ مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں، اوّل تو نفسِ تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے علاوہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں بُراق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بہ کوچہ و دشت بدشت، اشاعتِ غم کیلئے اُن کا گشت، اور اُن کا سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی، کوئی اُن تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغولِ طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی اُن مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہِ حضرت امام علیٰ جدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل، اور اس طرح کے بیہودہ کھیل اِن سب پر طرہ ہیں۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیہ الہند و بیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۲)

مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں اور کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے ہیں، یہ منع ہے کہ اِس میں رزقِ الٰہی کی بے تعظیمی ہے۔ بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دولہا دولہن کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خَلق کی حاجت روائی کیلئے بنایا ہے تو اُسے پھینکنا نہیں چاہئے روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔ (ایضاً)

اب کہ تعزیہ اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ (ایضاً، صفحہ ۵۱۳)

محرم کو روٹیاں لٹانا بیہودہ رسم ہے

اِن بیہودہ رُسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطورِ خیرات نہ رکھا، ریاء و تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزقِ الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیہ الہند و بیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۲)

اذان میں اضافہ کا حکم

شیعہ روافض نے اذان میں کچھ کلمات اپنی طرف سے اضافہ کر لئے ہیں اُن کے بارے میں فرماتے ہیں، مجھے بتوفیق اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافض حال نے سنّیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں اُن کے مذہب کے بھی خلاف ہیں:۔

- اُن کی حدیث وفقہ کی رُو سے بھی اذان ایک محدود عبارت محدود کلمات کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔
- اُن کے نزدیک بھی اِس اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز و گناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔
- اُن کے پیشوا خود لکھ گئے کہ اِن زیادتیوں کی مُوجِب ایک ملعون قوم ہے جنہیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں۔

(الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۳)

دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے شروع میں ہی وہی اٹھارہ کلمے ہیں اور اُن پر یہ زیادتیاں مفوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا ہے "لَعَنَہُمُ اللہُ تَعَالٰی" اُن پر اللہ لعنت کرے۔ (ایضاً، صفحہ ۴۷۷)

اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمہ مذکورہ خود اُن کے مذہب میں بھی نہیں، نہ صاحب شرع اسے اِس کی روایت نہ حضرات آئمہ اطہار سے اِس کی اجازت، نہ اُن کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترتیب و کیفیت، بلکہ خود انہی کی معتبر کتابوں میں صریح کہ اذان میں اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ "اَشْہَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللہِ" اور یہ زیادتیاں اِس فرقہ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں۔ جو باتفاق اہلسنّت وشیعہ کافر ہیں۔ (الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ، صفحہ ۴۷۹)

بزرگانِ دین کی تصاویر کا حکم

ترکِ اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہاں زینت و آرائش کے خیال سے دیواروں پر لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا گرچہ اُسے معظم و قابلِ احترام نہ مانا۔

(مولانا مفتی امام احمد رضا خان بریلوی، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴ صفحہ ۶۴۰۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صرف ترکِ اہانت نہ ہو بلکہ بالقصد تصویر کی عظمت و حرمت کرنا، اُسے معظم دینی سمجھنا، اسے تعظیماً بوسہ دینا، سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اس کے لائے جانے پر قیام کرنا، اُسے دیکھ کر سر جھکانا وغیر ذلک افعالِ تعظیم بجالانا یہ سب اخبث اور سب قطعاً یقیناً اجماعاً اشد حرام، سخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بُت پرستی سے ایک قدم ہی پیچھے ہے۔ (العطایا القدیر فی حکم التصویر، جلد ۲۴ صفحہ ۷۰)

عرض: بزرگانِ دین کی تصاویر بطورِ تبرک لینا کیسا ہے؟

ارشاد: کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام و حضرت مریم علیہ السلام کی تصاویر ہی تھیں کہ یہ متبرک ہیں، ناجائز فعل تھا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دستِ مبارک سے انہیں دھو دیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ ۲۱۵)

مزارات پر عورتوں کی حاضری

عورتوں کا مقابرِ اولیاء و مزاراتِ عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ (بریق المنار بشموع المزار فتاویٰ رضویہ، جلد ۹ صفحہ ۵۳۶)

عورتوں کو زیارتِ قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے "لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ" اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔ مجاور مردوں کو ہونا چاہئے۔ عورت مجاور بن کر بیٹھے اور آنے جانے والوں سے اختلاط کرے یہ سخت بد ہے۔ عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے، نہ یوں مردوں کے ساتھ اختلاط کا جس میں بعض اوقات مردوں کے ساتھ تنہائی بھی ہوگی، اور یہ حرام ہے۔ (ایضاً، صفحہ ۵۳۷)

میں اس رُخصت کو جو "بحر الرائق" میں لکھی ہے نظر بحالات نساء سوائے حاضری روضۂ انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے، مزاراتِ اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع "غنیۃ" علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا، خصوصاً اس طوفانِ بے تمیزی رقص و مزامیر و سرور میں جو آج کل جہّال نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حُدی خوانی بالحان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا۔ (جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور فتاویٰ رضویہ، جلد ۹ صفحہ ۵۴۱)

عرض: حضور اجمیر میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے کہ نہیں؟

ارشاد: "غنیۃ" میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزار پر جانا جائز ہے کہ نہیں، بلکہ یہ پوچھو کہ اُس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ ۲۴۳)

ایامِ وبا میں بکرے کی کھال دفن کرنا

عرض: ایامِ وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یٰسین شریف اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دَم کرتے ہیں اور شہر کے ارد گرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

ارشاد: کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جاکر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کرکے مساکین کو تقسیم کر دے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ ۲۶۰)

مُردے کے ساتھ مٹھائی لے جانا

عرض: مُردے کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کیلئے لے جانا کیسا ہے؟

ارشاد: ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اِس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں، یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں۔ قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ ۲۶۴)

پیر سے پردہ اور بے پردہ بیعت کا حکم

(۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں؟ (۲) ایک پیر صاحب عورتوں سے بے حجاب کے حلقہ کراتے ہیں، اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں، توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں، اُچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے۔ ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟

(۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو (۲) یہ صورت محض خلافِ شرع وحیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیے۔

(احکامِ شریعت، حصہ دوم، صفحہ ۴۰)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اعلیٰ حضرت نہ خود بدعتی تھے اور نہ ہی انہوں نے بدعات کو فروغ دیا۔ اِس بات کا اعتراف دیوبندیوں کو بھی ہے۔

سیّد سلیمان ندوی نے لکھا کہ

"اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں، حیران رہ گیا کہ یہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں، جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہلِ بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فُروعی مسائل تک محدود ہیں، مگر آج پتا چلا کہ نہیں، ہرگز نہیں، یہ اہلِ بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالمِ اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے، اِس قدر گہرائی تو میرے استادِ مکرم جناب مولانا شبلی نعمانی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں میں ہے۔"

(مولوی سید سلیمان ندوی، ماہنامہ "ندوہ" اگست ۱۹۱۳ء، صفحہ ۱۷)

شبلی نعمانی نے لکھا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت متشدد ہیں، لیکن اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالمِ دین اس کے سامنے پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ اِس احقر نے بھی آپ کی متعدد کتابیں جن میں احکامِ شریعت اور دیگر کتابیں بھی شامل ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ "الرضا" بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور وخوض دیکھی ہیں، جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔(ماہنامہ "ندوہ" اکتوبر ۱۹۱۴ء، صفحہ ۱۷)

معین الدین ندوی نے لکھا کہ

"مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم اِس دور کے صاحبِ علم و نظر علماء مصنفین میں سے تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ وحدیث پر اُن کی نظر وسیع اور گہری تھی۔ مولانا نے جس دقتِ نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرمائے ہیں، اس سے اُن کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی استحضار، دیانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اُن کے عالمانہ محققانہ فتاوے مخالف و موافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں۔" (ادیب معین الدین ندوی، ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ، ستمبر ۱۹۴۹ء)

مولوی محمد یوسف بنوری کے والد زکریا بنوری نے لکھا کہ

"اگر اللہ تعالٰی ہندوستان میں احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔"

برادرانِ اہلسنّت دیوبندیوں کی اِن مسلّمہ شخصیات کے ان تاثرات کے بعد ابو الحسین عبد الحی لکھنوی اور دیوبندیوں کے کھدر پوش شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی کی تحریروں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ افسوس تو اس بات کا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے ناموں کے ساتھ اتنے بڑے بڑے القابات لگواتے ہیں اور ساری زندگی اُن کی اس کام میں گزر جاتی ہے کہ "صرف ہم لوگ ہی حق پر ہیں باقی ہمارے علاوہ سب گمراہ ہیں"۔ اور پھر بد دیانتیوں کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ کیا اہلِ حق کا یہی شیوہ وشعار ہے؟

امام اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعات کا رَدّ اس شدت سے فرمایا ہے کہ آپ کے ہمعصروں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ احقاقِ حق کیلئے یہ چند اقوال پیش کیے گئے۔ دانشمندوں کیلئے اتنا ہی کافی ہے، مگر جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹیاں بندھی ہوئی ہیں اُن کیلئے دلائل کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام اہلسنّت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریر کو بھٹکے ہوؤں کیلئے نافع بنائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین